رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

فہرست مضامین

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص اور معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲
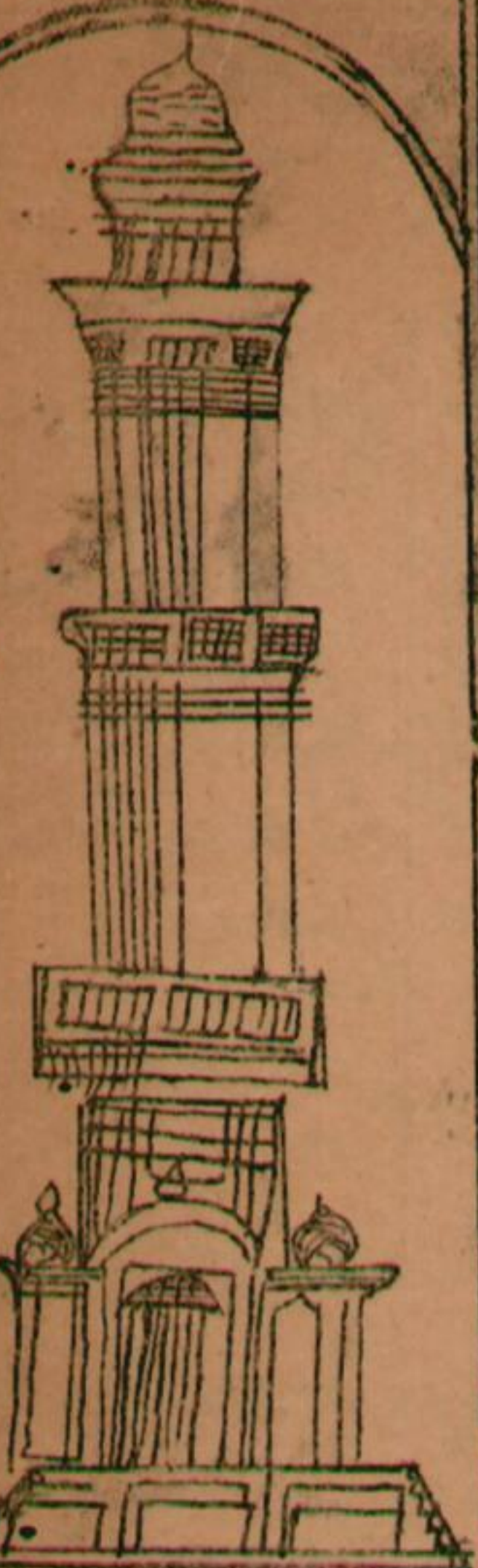
نمبر ۳۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۳۔ رجب ۱۳۲۴ھ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رویا

۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ ا شب گذشتہ کو میں نے
خواب میں دیکھا۔ کہ اس قدر زنبور ہیں۔
(ان سے مراد کمینہ دشمن ہیں) اور ٹڈی
سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اسقدر
کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور
کچھ ان میں سے پرواز بھی کر
رہے ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں
مراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف
بشیر کو کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی
آیت پڑھو۔ اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ
نقصان نہیں کرینگے۔ اور وہ یہ آیت ہے
وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ
بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔
الہام ہوا۔
نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ وَقَالُوا لَاتَ حِیْنَ
مَنَاصٍ۔

ترجمہ۔ رعب کے ساتھ تیری نصرت کیگئی اور مخالفوں نے کہا۔ اب کوئی جائے پناہ نہیں

(۳) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا
"صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کریگا"

نشانات مرزا

عرصہ ہوا میں نے الہامات مرزا کا ایک مختصر سا جواب شایع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر میری مصروفیت اور کتاب مذکور کی عدم اہمیت نے ابتک مجھے توجہ کرنے نہ دی۔ اب بعض احباب کی یاد دہانی سے میں نے اس رسالہ پر مکرر نظر کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب میں ایک رسالہ شایع کرسکوں گا۔

زکوٰۃ فنڈ

کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب نے مد زکوٰۃ کے متعلق احباب کو بہت توجہ دلائی تھی۔ اور ایک چٹھی انہوں نے شایع کی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقول رقم امین زکوٰۃ فنڈ کے پاس جمع ہوگئی جس نے مصارف زکوٰۃ میں بہت مزید مدد دی اس مد زکوٰۃ میں سے مساکین کی ایک خاص مقدار کو ۲۵ روپے ماہوار کے قریب وظایف دئے جاتے ہیں یہ وہ مساکین ہیں۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مختلف جماعتوں میں اور شاخ دینیات میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایک فوری جوش کے بعد یہ تحریک سرد ہوگئی۔ اور مد زکوٰۃ کی آمدنی اس قدر کم ہوگئی کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے وظایف کا بل ادا کرنے میں امین زکوٰۃ فنڈ کو مشکل پیش آئی۔ اسلئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جاتا رہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب اس مد میں بڑی احتیاط سے کام لینگے۔ اور یہ ایسی مد ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے دینی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔ قادیان جو امام الزمان کے نزول کا مقام ہے۔ زکوٰۃ کے جمع ہونے کا اصل مرکز ہے۔ اس لئے اپنے طور پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنیکی دلیری نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے ہاں کی زکوٰۃ جمع کرکے امین زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجدیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی غالباً اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مختلف مدات کا روپیہ ایک شخص کے نام بھیجنے سے بارہا منع کیا گیا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ میگزین کا روپیہ مینیجر میگزین کے نام لنگر کا روپیہ حضرت اقدس کے نام الحکم کا روپیہ مینیجر الحکم کے نام۔ مدرسہ کا روپیہ امین مدرسہ کے نام۔ مقبرہ بہشتی کا روپیہ فنانشل سکریٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام آنا چاہیئے۔

جنازہ

ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب

سمالی لینڈ بربرہ کی بیوی فوت ہوگئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ سے اپنی بیوی کے لئے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بخشے آمین

ضرورت دعا

منشی محمد ابراھیم صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ کراچی کا یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو امتحان ہے۔ جسمیں بعد کامیابی ترقی کی امید ظاہر کرتے ہیں ناظرین الحکم انکے لئے کامیابی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو امتحان میں کامیابی عطا کرے آمین

گذشتہ صحبت

کیوں میاں سجاد حسین صاحب کچھ ایام صلح کی بھی باتیں یاد ہیں۔ یا نہیں۔ وہ خواب کس نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ارفع و اعلیٰ مقام پر مقیم ہیں۔ جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ وہ دیوان حافظ میں کس نے حضرت اقدس کی نسبت فال دیکھکر میر قبائل کا لفظ نکالا تھا۔ وہ حقا کے لفظ پر کون زور دیتا تھا جس کا مقام یہ مطلع ہے۔

؎ آن کس کہ ندارد بجہان مہر تو در دل۔
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل۔

بیشک امام وقت سے منحرف ہو کر کسی کی طاعت قبول نہیں۔ وہ آخر میں غزل کے مقطع نے ان عالمگیر جھگڑوں کے وقت کس کے حق میں کب فیصلہ کیا تھا۔ پڑھو اس مقطع کو ؎

حافظ تو برو بندہ گی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن از ہمہ بگسل

جب تمہا دامن کسیسے چھڑا دیا گیا تھا۔ اس مسیح موعود کو یا کسی اور کو۔ از ہمہ بگسل کا مصداق کون ٹھہرایا گیا تھا علمائے مخالفین یا کوئی اور۔ غرض مطلع سے مقطع تک ساری غزل سے فال لیگئی تھی جسکا لفظ لفظ اس مامور من اللہ کی تصدیق سے پر تھا۔ میں سب اشعار نقل کرتا۔ مگر اسوقت دیوان حافظ موجود نہیں۔ جو نظم یاد آئے قلمبند کر دئے۔ ملے مسیحا یہ تیری آنکھیں کیسی کھل کے بند ہو گئیں یہ تجھکو رحمانیت کے بعد کیا شیطانیت لگ گئی وہ تیری انسا نیت کیا ہو گئی۔ وہ تیری متقولیت کدھر گئی۔ یہ تیرے منہ میں تیر و نشتر کہاں سے بھر گئے۔ یہ تیری زبان قینچی کیوں ہو گئی۔ کیا میں نے یہ سب دو اندیشان تجھکو پہلے نہ سو جھا دیں تھیں۔ کیا صحبت مخالفین کے بد نتایج اول ہی دسمجھا دئے تھے۔ خیر اب میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ فقط اتنا کہد یجئے۔ کہ خواجہ حافظ جھوٹے ہیں۔ انکی فال کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے آئندہ کو انکی کتاب سے فال بینی کی قسم کھائی ہو گی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو قسم کھا کر اتنا کہد یجئے۔ کہ یہ باتیں دو قعی نہیں۔ بلکہ میرے دل کی بناوٹ ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کونسا پہلو اختیار کرتے ہیں اگر دونوں باتوں کو نگل گئے۔ تو پھر خدا کے گھر تک آپ کی دشمنی اور اس لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بحال۔ آپ سے تو ہم کو سب امیدیں منقطع ہو چکیں ہاں توفیق یلفتہ دل [illegible] ان باتوں سے

متاثر ہونگے۔ سجادہ نشین صاحب تم میں یہ حرکات ہیں۔ خواہ ساری رات مصلے پر بیٹھکر جھوما کرو۔ بندہ اس سجادہ تسبیح کا قائل نہیں۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خلیل الدین احمد راہی صدیقی عفی عنہ

عالی جناب خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑان شریف کے

مریدوں پر اتمام حجت

خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین۔ چاچڑان شریف کی جو خط و کتابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی وہ سراج منیر میں چھپ چکی ہے۔ حال میں معزز معاصر ریویو آف ریلیجنز نے آپ کی کتاب اشارات فریدی جلد سوم میں سے کچھ اقتباس شایع کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوے پر بطور شہادت ہے۔ چونکہ الحکم بحمد اللہ خواجہ صاحب مرحوم کے بعض مخلص مریدوں کے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہادت اس غرض سے شایع کی جاتی ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کے مخلص مرید اسی سے فائدہ اٹھائیں۔ فقط

و ہو ہذا۔ (اشارات فریدی جلد سوم صفحہ ۶۹ و ۷۰)

" دو سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی در میان دو قدح و ذم منکرین افتادہ بود۔ دانشمندی حاضر بود۔ وے صفت و ثنا مرزا صاحب کرد حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ بوجہ غایت مسرور شدند۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدائے عزوجل میگذرانند۔ یا نماز میخوانند۔ یا تلاوت قرآن شریف میکنند۔ یا دیگر شغل اشتغال مینمایند۔ و برحمایت اسلام و دین متین جنان کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زنان لندن را نیز دعوت محمدی کردہ است۔ و بادشاہ روس و فرانس و غیرہا ہمہ را دعوت اسلام نمودہ است۔ و ہمہ سعی و کوشش او آں است کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است۔ بگذارند۔ و بتوحید خداوند تعالیٰ بگروند۔ و علمائے وقت را ببینید۔ کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ حرف در پے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت است۔ بر صراط مستقیم است و راہ ہدایت مے نماید افتادہ اند۔ و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ و کلام عربی او را ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقایق و ہدایت است و از عقاید اہل سنت و جماعت و ضروریات

دین ہرگز منکر نیست۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر از آن میان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ برتر و بدرجہ غایت بر دعوی مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ۔ کہ در حدیث شریف آمدہ است۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا و معہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید مہدی از دہے کہ گفتہ شود او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است دوم اینست۔ کہ او میگوید کہ در دار قطنی این حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہزار و ہشت صد و نود و چہار واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اطراف و اکناف عالم اشتہار این معنی ارسال کرد۔ کہ این پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند۔ اکنوں تمام شدہ است۔ بر ہمہ واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنید۔ و اقرار نمایند۔ پس مولویان وقت طفلانہ سوال کردہ کہ از حدیث شریف این معنی برمے آید۔ کہ از اول شب رمضان خسوف قمر شود۔ و در نیم رمضان کسوف شمس گردد۔ و این خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ۔ این خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ کہ در زمان مہدی بر حق وقوع یابد۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ فرمودند۔ سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ۔ و مولویان منکران را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است۔ کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ ازاں مدت کہ آسمانہا و زمینہا پیدا شدہ اند۔ آں دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ۔ و آں دو نشان اینست۔ کہ در وقت ادعائے مہدی

موعود خسوف قمر در آن اول شب خواہد بود۔ کہ آن شب از سہ شب خسوف اول است۔ یعنی شب سیزدہم از رمضان۔ و کسوف شمس در آں روز خواہد بود۔ کہ از ایام کسوف درمیانہ روز است۔ یعنی ببست و ہشتم از رمضان بعد ازان حضور فرمودند۔ کہ بیشک معنی حدیث شریف این است۔ کہ مرزا صاحب بیان کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم واقع میشود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم یا بیست و نہم ماہ بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہزار و ہشت صد و نود و چہارم واقع شدہ است۔ و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اول شب از شبہائے خسوف است۔ بوقوع آمدہ و کسوف در میانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است۔" از صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

" اندرین اثنا حافظ گول سکنہ حدود دکھری احتیار خان بہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط سخن گفتن آغاز کرد۔ ہمینکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ متغیر گردید۔ و بر آں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند۔ وے عرض کرد۔ قبلہ چون حالات و صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام داو صفات مہدی محمود در مرزا صاحب یافتہ نمیشوند چگونہ اعتبار کنیم او مسیح عیسیٰ و مہدی حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ فرمودند۔ کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہان ہستند آنچہ نیستند۔ کہ در دلہائے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی مہدی باشد۔ چہ در حدیث شریف آمدہ۔ کہ دو داوددہ جال اند۔ پس چنداں مہدی اند۔ و در حدیثے وارد شدہ است۔ کہ عیسیٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند۔ کہ شرط نیست۔ کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال این فہم مردم کہ در دلہا خود نشستہ اند ظاہر شوند۔ بلکہ حافظا! امر دیگر گون است۔ اگر چنین بودے کہ مردم خیال کنند پس از ہمہ خلق مہدی بر حق در انستہ باو ایمان آوردے۔ چنانچہ پیغمبران کرامت برینی چند گروہ شدے بعضے کسان ہر گوہ حال آن پیغمبر مکشوف نگشت ازین سبب ہمیں گروہ انکار آوردہ کافر شدہ اگر تمام امت ہر پیغمبر حال آن پیغمبر مکشوف شدے۔ ہمہ مسلمانان منتظرے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند و چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض علماء را مطابق پندار و فہم و وہم خود ہا نیافتند۔ پس ازاں کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد۔ ایشان ایمان آوردند۔ و بر آں گروہ کہ مکشوف نشد۔ انکار کردند۔ چنانچہ ہست حال مہدی۔ پس اگر مرزا صاحب مہدی باشند۔ کدام [illegible] بالعموم است۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی خدا داد ولد پہلوان خان قوم بلوچ ساکن گھو گھیاٹ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور حال رسالہ دار اور مسماۃ کرم بی بی بنت نواب خان قوم بلوچ ساکن گھو گھیاٹ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور اہل خانہ خدا داد مذکور۔ ہم دونوں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۶ء وصیت کرتے ہیں۔ اور لکھدیتے ہیں کہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے۔

(۲) اقرار کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کے مرید و پیرو ہیں۔

(۳) اقرار کرتے ہیں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ اور سن لیا ہے۔ اور ہم ان ہدایات کے جو اس میں درج ہیں۔ پابند رہینگے۔ اور ایسا ہی ہم ان ہدایات و ضوابط اور قواعد کے بھی پابند رہینگے۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شایع ہونگے۔ اور ایسا ہی میرے ورثا اس کے پابند رہینگے۔

(۴) ہماری جائداد دونوں کی حسب ذیل ہے

مکان سکونتی قیمت	ما عــــــہ
گھوڑا برتن وغیرہ گھر کا سامان	ماما عــــہ
اہلخانہ مقبوضہ و ملکیت زیور	الـــــــــہ

بکل الــــــــــــہ روپیہ کا ہے جس پر ہم دونوں کا مالکانہ قبضہ ہے۔

آج کی تاریخ اس جائداد کا دسوان حصہ ــــــہ روپیہ ہوتا ہے۔ جو ابھی ادا کرتے ہیں۔ اور جسکی نسبت حضرت اقدس سے اجازت لی گئی ہے (حسب ذیل ہے)

نقدی ــــــہ زیور نقرہ وزن ما ــــــہ

چاندی قیمتی ما عــــہ روپیہ اور علاوہ ازیں

بموجب اشتہار الوصیت کے شرط اول کے مبلغ ــــــہ روپیہ چندہ خدا داد عــــہ روپیہ اہل خانہ کا عــــہ روپیہ دیتے ہیں۔

(۵) الف۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میری آمدنی صرف میری تنخواہ ہے۔ جو ــــــہ روپیہ ماہوار ہے۔ اور آیندہ جو کچھ میں بچت وغیرہ کرونگا۔ اس میں شامل ہے۔ اسلئے اسی ماہ بماہ بعد وضع خرچ ماہواری ۱/۱۰ حصہ سلسلہ عالیہ کے اغراض کے لئے دیتا رہوں گا۔ اور میری خرچ کی تعداد بیس روپیہ سے زائد کسی حالت میں نہ ہو گی۔ اس لئے ــــــہ روپیہ ماہوار ضرور ادا کرتا رہوں گا۔ اور جو تخمینہ خرچ کا ــــــہ روپیہ ہے۔ اُسسے بھی گنجائش کرکے عــــہ روپیہ ماہوار میں ایک قومی یتیم کیواسطے بھیجتا ہوں۔ اسکے جوان ہونے پر وہ بھی سلسلہ احمدیہ کے واسطے دوں گا۔ گویا جسقدر میری جائداد بڑھیگی۔ اُسکا ۱/۱۰ حصہ ساتھ ساتھ ادا ہوتا رہیگا۔

(ب) سوائے اس تنخواہ کے بچت کے اگر کسی سوداگری یا انعام و زر سرکار یا دیگر سفر خرچ وغیرہ سے کوئی آمدنی ہوگی۔ تو اس کا دسواں حصہ بھی انجمن کے پاس اسی وقت بھیج دیا کرونگا۔ اور ایسے امور کی مفصل اطلاع انجمن کو دیتا رہوں گا۔ اور اگر میری موت پر کچھ بقایا رہ جاوے گا۔ تو میرے وارثان کا فرض ہوگا۔ کہ میری جائداد سے ادا کریں۔

(۶) ہم دونوں یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنازہ ہمارا احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر قادیان میں فوت نہ ہووین تو احمدی جماعت میری لاش صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دار الامان قادیان پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ کے سپرد کیجاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں۔ اُسکی متکفل میری وہ جائداد نہ ہوگی۔ وعدہ بموجب اشتہار وصیت حوالہ انجمن کردی ہے۔ بلکہ میرے وارثان کی مقبوضہ جائداد سے ہو گا (بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے روپیہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالے نہ کیا ہو۔ اور انجمن نے اس کا اعلان باقاعدہ نہ کر دیا ہو) ایسی حالت میں اگر زاید رقم خرچ ہوگی۔ تو وہ بھی میری جائداد مقبوضہ وارثان سے دیجائیگی۔ اور میرے وارث ذمہ دار ہونگے کہ اُن اخراجات کو اہم اور شرعی قرضہ سمجھیں گے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کی ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہوسکی تو اُس حالت میں بھی میری وصیت قائم رہیگی۔ یعنی اس کام کے متعلق جو کچھ میں نے دیا ہے۔ (مطابق فقرہ ۴ و ۵) میرا کوئی وارث اس کی واپسی کا مستحق نہ ہوگا۔ اور میری لاش قادیان پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ اور جب تک کارپردازان مقبرہ اجازت نہ دین۔ میری لاش اور جگہ دفن نہ کی جاوے۔ البتہ بطور امانت دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) اگر کسی وجہ سے میری لاش حسب فقرہ ۶ مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو کوئی اخراجات وغیرہ روپیہ میں جو انجمن کو دے چکا ہوں۔ یا میری جائداد کے متعلق دے گئے۔ میرے ورثا کو واپس کرنے یا خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن ہر طرح کا ذمہ وار ہے۔ جسطرح سے چاہے۔ کرے۔ میرے وارثان مکرر مطلع رہیں۔ کہ میں نے یہ سب وصیت کا روپیہ صرف خداوند کریم اور حضرت اقدس کے حکم سے تعمیل کیواسطے دیا ہے۔ مرنے پر اس مقبرے میں دفن ہونا یا نہ ہونا بالکل انجمن کی رائے پر ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ اور یہ وصیت نامہ ہم دونوں کی طرف سے ہے۔ اسلئے بعض جگہ جو سہواً لفظ واحد کا درج ہے۔ جمع سمجھا جاوے فقط

(۱۰) چندہ ــــــہ، ــــــہ نقد کل ــــــہ روپیہ بھیجدیا گیا ہے۔ اور زیور کی فروخت کا بندوبست حسب تحریر اخوی ام مولوی محمد علی صاحب کر رہا ہوں۔ اور زیور یا اس کی قیمت حوالہ انجمن ہونے سے پہلے مرجاؤں۔ تو وہ میرے ذمہ قرضہ شرعی ہو جو بقایا جائداد سے وصول ہوگا۔

مورخہ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۶ء

العبد ــــــــــ گواہ شد
عالم شیر سارجنٹ پولیس کوئٹہ بقلم خود

العبد ــــــــــ
خدا داد ولد پہلوان خان بقلم خود

العبد ــــــــــ
مسماۃ کرم بی بی اہلخانہ خدا داد مذکور
نشان انگوٹھا

گواہ شد ــــــــــ
سید محمد ولد نظام الدین بلوچ دو بچہ ــــــہ میوں کو
نشان مہر

گواہ شد ــــــــــ
محمد ولد نواب بلوچ ملازم ــــــہ سیول کور
نشان مہر

ضرورت

میرا ارادہ یہاں پر دوکان نکالنے اور تجارت کرنیکا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

دوکان میں سوڈا واٹر مشین بھی ہوگی اور سب ملازموں کا تو بندوبست ہوگیا ہے۔ اب صرف ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو سوڈا واٹر مشین کے کام سے بخوبی واقف ہو۔ اس کے پرزوں کو درست اور اُن کی معمولی مرمت خود کر سکتا ہو۔ ہر ایک قسم کا پانی تیار کر سکتا ہو۔ دیانت دار ہو۔ الغرض اپنے کام میں بخوبی ماہر اور ہوشیار ہو۔ اگر خواندہ (حساب کتاب رکھنے کے قابل) ہو۔ اور احمدی بھائی ہو تو زہے قسمت۔ تنخواہ ــــــہ روپیہ ماہوار علاوہ خوراک کے۔ وطن سے یہاں تک آنیکا کرایہ ریل و جہاز بھی دیا جاویگا۔ ہمنے سب بندوبست کرلیا ہے۔ اور انشاء اللہ ماہ ستمبر کے اخیر تک کام شروع کر دیا جاویگا اسلئے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس ضرورت کو اپنی اخبار گوہر بار کے ذریعہ بہت جلد مشتہر کر دیوین۔ درخواستیں مع سندات لیاقت خاکسار کے نام آوین اور اگر مذکورہ بالا اوصاف والا کوئی احمدی بھائی آپ کا واقف ہو۔ اور اسکی لیاقت کی آپ تصدیق کریں۔ اور وہ ملازم ہون تو سب سے بہتر ہے۔ لیکن ہر صورت میں اخبار میں یہ ضرور مشتہر کر دیویں۔ راز عبد احسان [illegible]

Dr: Mumtaz Ali Khan
Hospital Assistant
... Bn: King's African Rifles: Somaliland Protectorate
Berbera Via Aden

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماوین

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ و ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر - کہ خوبئے زر ✤ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر :-

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمرز ملک کے لائق اطبا کی نظرمین اس عزت سے دیکھا جائے - جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہین تو قریبا محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے کا فضل ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم ✤ مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی - کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے - جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹینٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہین کر سکین اور نہین کر سکتین - تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی - لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چار دن طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہو گئے - پبلک جلسون مین لیکچرون کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا - تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی - رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر مین جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ✤

اس بات کے کہنے کی تو میں جراٗت نہین کرتا - اور نہ کر سکتا ہون کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہین یا آپ جانتے نہین - جس حالت مین کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں - ہان صاحبہ ہی اس - کہ میں یہ بھی نہین مان سکتا - کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو - کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے - خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس - جالینوس - بوعلی سینا ہی کیون نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی - خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا - اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ - میرے پاس کافی الفاظ نہین کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں - البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہان صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصرون کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں :-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میو ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب - کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر حافظ عبد المجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ وکٹوریا اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفے صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر ناداچرن سرکار چیرٹیبل ڈسپنسری رنو ... بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی - ایم - ایس ... ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب میو ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ - ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزار یباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہر یرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القاہر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خان صاحب ایچ - ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ - ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خان صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے - ٹی - بوس صاحب ایچ ایس دھنو بیوہ برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کمنگ افریقین الفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم ضیاء الدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چندولی ضلع کستنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب نانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری - مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب - لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب گوارہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار توبرگل
جناب حکیم رحیم بخش بانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمر گدیہ ضلع ہاسم بنگال
جناب حکیم حافظ النعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے - دربھنگہ -
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی زہر (POISON) چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہین ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہون کہ آجکل کی قریبا کل مشتہرہ پیٹینٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی گوشہ سے آئی ہون یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہین کر سکتین - اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہون :-

بھائیون کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

والله اعلم کس مصلحت سے آپ برف خانہ میں تشریف لے آئے۔ میں بھی خلاف معمول روزانہ وہاں جا پہنچا۔ چونکہ آج تک مجھے آپ کی صورت شناسائی نہ تھی اور نہ آپ مجھی پہچانتے تھے اخویم مستری قادر بخش صاحب نے مجھے انٹروڈیوس کرایا۔ مصافحہ کر کے میں بیٹھ گیا اور مندرجہ ذیل گفتگو شروع کی۔

عاجز۔ مولوی صاحب، سُنا ہے کہ کوئی مقدمہ آپ کی خلاف ہو رہا ہے۔ اوس کی کیا کیفیت ہے؟

مولوی صاحب۔ والله اعلم۔ میں بھی سُنتا ہی ہوں۔ پورا حال نہیں جانتا۔

یہ سُنکر میں وہاں سے اوٹھ کر مستری صاحب کی نشست میں لمپ کی روشنی میں اخبار اہلحدیث جو آج ہی آیا تھا دیکھنے چلا گیا تو منشی محمد یعقوب صاحب نے جو وہاں موجود تھے اور مرزا صاحب علیہ السلام کے سخت مخالف ہیں مولوی صاحب سے اونکا عقیدہ و تحقیق بابت حیات ممات مسیح و نزول جسمانی دریافت کیا۔

مولوی صاحب۔ قرآن و حدیث میں حیات و ممات مسیح ابن مریم کی بابت کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اسلئے اس میں گفتگو کرنا خلاف منشاء خدا و رسُول ہے

منشی صاحب۔ تو پھر نزول کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

مولوی صاحب۔ بیشک مسیح اسرائیلی رسُول الله نازل ہونگے خواہ مر گئے ہوں خواہ زندہ ہوں۔

یہانتک کلام ہوئی تھی کہ میں بھی اخبار چہوڑ کر آ گیا اور مولوی صاحب سے پوچھا۔

عاجز۔ مولنا جب کہ قرآن و حدیث میں حیات و ممات کا کوئی ذکر نہیں تو اس عقیدہ حیات مسیح الصعود و نزول بجسد عنصری کی بنیاد کیا ہے؟

مولوی صاحب۔ (بعد بہت سی بے معنی اور لایعنی قیل و قال کے) اچھا یہ عقیدہ غلط سہی تم اسکے تردیدی دلائل بیان کرو جس سے اسکی غلطی ظاہر ہو جاوے۔

عاجز۔ حضرت عقیدہ آپکا ہے میں تو اس کا منکر ہوں۔ آپ منکر سے دلائل انکار طلب فرماتے ہیں آپ جب تک اثبات عقیدہ خود سے فارغ ہو جاویں اور اس کی دلائل نہ بیان کریں۔ میں تردید یا تسلیم کس امر کی کروں۔ میرا تو اتسلیم ہی کافی ہے۔ میرے ذمہ تردیدی دلائل کا پیش کرنا ابھی واجب نہیں۔ افسوس ہے آپ مدعی اور منکر منصب نہیں جانتے۔

مولوی صاحب۔ (کہیں استویٰ علی العرش اور کہیں بل رفعہ الله الیہ اور کہیں جسم کا نام مسیح ابن مریم ہے اور کہیں وہ جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے وغیرہ وغیرہ فضول باتیں کر کے) پس جس چیز کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اوسی کو خدا نے اوٹھا لیا تھا اور خدا آسمان ہفتم پر جو عرش ہے اوسپر بیٹھا ہے۔

عاجز۔ مولوی صاحب آپ کی تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیح ابن مریم کو نہیں قتل کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ جسم کو قتل کرتے تھے اور اوسی کے قتل کی نفی خدا نے فرما کر اوس کے آسمان پر اوٹھانیکا ذکر کر دیا ہے یعنے یہودی جسم کو قتل کرنیکے مدعی تھے خدا جسم کے قتل ہونیسے انکار فرماتا ہے اور جسم ہی اوٹھانیکو بیان کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ تنازعہ فیہا امر قتل جسم دافع جسم تھا نہ مسیح ابن مریم حالانکہ قرآن مجید میں خروج کا ذکر ہے نہ قتل جسم کا تذکرہ یہہ ایجاد بندہ جو سراسر گندہ ہے آپکی اصلاح فرانی یا اجتہاد سامی ہی افسوس ہے کہ آپ کو اصل غرض قاتلوں کی معلوم نہیں کہ وہ اس قتل مسیح سے نتیجہ کیا نکالتے تھے“

سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تھا کہ مولوی صاحب کا برادر اصغر مضطربانہ آپہونچے اور علیحدہ لیجا کر مولوی صاحب سے کچھ باتیں کیں مباحثہ تو سب حضرت کو بھول گیا چپکے سے اپنے بہائی کے ساتھ ہمراہی منشی محمد یعقوب صاحب چلدیئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بمقدمہ فوجداری وارنٹ گرفتاری برائے تعمیل پولیس لیکر دولت خانہ آنجناب پر موجود ہے۔ آپ دو شب تک روپوش رہے پیر کو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن ضمانت دو صد روپیہ عدالت میں نقد داخل کر کے باہر نکلنے کے قابل ہوئے۔

ناظرین شاید یہہ خیال کریں کہ کسی دینی معاملہ میں یا تبلیغ حق کیوجہ سے جناب والا پر یہہ ابتلا آیا ہے تو سُن لیں کہ ہرگز نہیں کیا کبھی کسی مولوی کو بھی دینی ابتلا آسکتی ہے؟ جبکہ مذہب اپنے اپنے فریق کو خوش رکھنا ہوتا ہے۔ مولوی اور دینی ابتلاء

این خیال است و محال است و جنون

یہہ ابتلا نہیں ہے بلکہ شامت اعمال ہے۔

جس مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے وہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جسمیں مولوی صاحب اور ایک دوسرا شخص ملزم ہے مولوی صاحب معاون اور دوسرا اصل مرتکب اس فعل حرام کا بتلایا گیا ہے۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء عدالت میں پیشی مقدمہ کی مقرر ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ مفصل حالات مقدمہ سے پھر اطلاع دی جاوے گی۔ فقط

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء

جنازہ۔ ماسٹر عبد الرحیم الکونہ حال مدرس تعلیم الاسلام قادیان کے والد صاحب جن کا نام حافظ محمد سلیمان صاحب تھا۔ فوت ہو گئے ہیں۔ ماسٹر صاحب احمدی جماعت سے درخواست نماز جنازہ کی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

(منقول از روزانہ پیسہ اخبار)

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

مجی اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمتہ الله و برکاتہ۔

اور جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔ میں نے اس کو سُنا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ کیوں کر مخالف لوگ ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں تکفیر کے معاملہ میں اصل بات یہ ہے کہ پہلے میں ان تمام لوگوں کو کلمہ گو خیال کرتا تھا اور کبھی میرے دل میں نہیں آیا کہ ان کو کافر قرار دوں پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک استفتاء تیار کیا اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا اور اونہوں نے فتوے دیا۔ کہ یہ شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ اگر مر جاویں تو مسلمانوں کی قبروں میں ان کو دفن نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بعد اس کے دو سو مہر تکفیر کی اس فتوے پر مولویوں کی لگائی گئیں۔ یعنی تمام پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے اسپر مہریں لگا دیں کہ در حقیقت یہ شخص کافر ہے۔ بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر ہم کافر ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر اُلٹ کر اسی پر پڑتا ہے پس اس بناء پر ہمیں ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔ ورنہ ہماری طرف سے ہرگز اس بات کی سبقت نہیں ہوئی۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں ان لوگوں نے خود سبقت کی۔ اس کا فتوے پہلے ان لوگوں کی طرف سے شائع ہوا۔ ہم نے کوئی کاغذ ان لوگوں کی تکفیر کا شائع نہیں کیا۔ اب جس شخص کو یہ امر گراں گزرتا ہو کہ اس کو کیوں کافر کہا جاتا ہے تو اس کے لئے یہ سہل امر ہے کہ وہ اس بات کا اقرار شائع کر دے کہ میں ان لوگوں کو کافر نہیں جانتا۔ بلکہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے ان کو کافر ٹھہرایا۔ اسی بات کا ہمارے مکفر ملا مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے کہ بموجب اصول اسلام کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

پس جبکہ پنجاب ہندوستان کے تمام مولویوں نے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ اور عدالتوں میں بھی لکھا دیا کہ یہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہیں۔ تو پھر اس میں ہمارا کیا گناہ ہے ان کو پوچھ کر دیکھ لیا جاوے خود کہتے ہیں کہ مسلمان کو کافر ٹھہرانے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر ہم نے اس فتوے کفر کے پہلے ہی ان کو کافر ٹھہرایا۔ تو وہ کاغذ پیش کرنا چاہیئے۔ پھر جو شخص مولوی محمد حسین اور نذیر حسین وغیرہ کو باوجود اس فتوے کے مسلمان جانتا ہے۔ تو کیوں کر ہمیں مسلمان کہہ سکتا ہے اور اگر ہمیں مسلمان جانتا ہے تو کیونکر ان کو مسلمان قرار دیتا ہے پس یہ ہے اصلیت اس امر کی کہ ہم ان لوگوں کو کافر کہنے کیلئے مجبور ہوئے۔ والسلام۔ نقل دستخط میرزا غلام احمد صاحب

خاکسار میرزا غلام احمد

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجتہ الله مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صحت الحمد لله ہر طرح سے مسرت افزا ہے آپ کے اہل بیت اور خدام بھی۔۔ عافیت کے ساتھ حمد الٰہی کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں۔ مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی ابھی تک اپنے وطن میں ہی ہیں اور قادیان آنے کے لئے تیار۔

(۳) حقیقت الوحی ایک مختصر رسالہ کی صورت نکل کر مبسوط کتاب کی شکل اختیار کر چکی ہے بڑی خوشی کی بات یہ ہے ۔۔۔۔۔۔

کہ یہہ کتاب عجیب و غریب مضامین کا مجموعہ اور حضرت حجتہ الله کے دعاوی کے متعلق دلائل [illegible] ذخیرہ اور تائیدی نشانات کی ایک مفید [illegible] رہ گئی ہے۔ اب بہ طرح سے یہہ [illegible] مکمل کتاب ہو گی۔

کاتب لکھ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے

(۴) بارش خوب ہو چکی ہے۔ فصلیں لہلہا رہی ہیں

(۵) آج منشی نذر محمد صاحب بی اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس امرتسر سرکل تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء تک قیام کریں گے۔

اشتہار

مجھے نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ کچھ دنوں سے مطبع کے بعض نقائص کی وجہ سے ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کا الحکم شائع نہیں ہو سکے گا۔ سرپرستان الحکم کو اس سے جو رنج اور صدمہ ہوگا اس سے زیادہ میں اسے محسوس کرتا ہوں اور اور میں اس فکر میں ہوں الله تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ستمبر کا پہلا پرچہ اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو سکے گا۔ (انشاء الله العزیز) میں بفضل خدا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشاہیر اسلام

شیخ شہاب الدین سُہروردی

اسلامی دنیا میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ہوا، اس زمانے میں چونکہ فلسفہ ارسطو کے تمام اجزاء ایک خاص ترتیب کے ساتھ موجود تھے۔ اسلئے ان کے تراجم کے ذریعے سے تمام ملک میں یہ ہنگامہ خیز صدا بلند کی گئی۔ یہ صدا اگرچہ سلطنت کی طرف سے بلند کیگئی تھی، تاہم مذہبی جوش کو نہ دبا سکا فقہاء نے علانیہ مخالفتیں کرنی شروع کیں اور رفتہ رفتہ اسکا یہ اثر ہوا کہ عام طور پر فلسفہ کے جاندادہ مذہبی گروہ، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جاتے لگے۔ لیکن صرف فقہاء کی ترشروئی سے فلسفہ کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا، اس لئے اسکے مقابلہ میں علم کلام کی بنا ڈالی گئی۔ اور اس ذریعے سے مذہب کو فلسفہ کی غارتگری سے بچایا گیا، علم کلام نے اگرچہ اخیر میں چلکر خود فلسفیانہ قالب اختیار کرلیا، جسکو اب فلسفۂ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ نفس ناطقہ نہ پیدا ہو سکے کہ جو دفعتہً فلسفۂ ارسطو کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی۔ اور درحقیقت ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا، کیونکہ موجودہ حالت کے لحاظ سے فلسفۂ ارسطو حریف مقابل خیال کیا گیا تھا۔ اس لئے نفیاً و اثباتاً جو کچھ کیا گیا فلسفۂ ارسطو کو پیش نظر رکھکے کیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اختلاف مسائل کے مقدمات دلیل میں طرز بیان میں، عام اصطلاحات میں، تمام تر ارسطو کے خیالات کا اثر باقی رہا۔ اور اب تک ہے۔ اس لحاظ سے درحقیقت اسلام سے ارسطو کی تقلید کا الزام، علم کلام کے چند مختلف فیہ مسائل کے پیش کردینے سے نہیں اُٹھ سکتا۔ ہاں شیخ الاشراق کا فلسفہ اِس اعتراض کے جواب میں نہایت دلیری سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق نے جس طرح فلسفۂ ارسطو کے عام مسائل پر طرز استدلال پر، مقدمات مسلمہ پر خردہ گیریاں اور نکتہ چینیاں کی ہیں۔ اوسی طرح اپنے خاص مسائل کو ایسے جدید پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ فلسفۂ ارسطو کی مطلق آمیزش نہیں پائی جاتی۔ اور درحقیقت یہی خصوصیت اُن کے فلسفہ کو علم کلام اور فلسفۂ ارسطو دونوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ شیخ الاشراق کے زمانے سے فلسفہ کا ایک نیا دور شروع ہوا، اور اس فن کی بالکل حیثیت بدل گئی۔ تاہم اس زمانے میں مسلمانوں کی قوت منفعلہ فلسفۂ ارسطو کے اثر سے اسقدر متاثر ہو چکی تھی، کہ اس غیر معمولی انقلاب کا مطلق احساس نہیں ہوا اسلئے شیخ الاشراق کے فلسفہ کا جلوہ عام طور پر زمانے کی نظر سے اوجھل رہا۔ اور ہمارے علماء کا گروہ تو اب تک اس دلفریب نظارہ سے محروم ہے، صرف یہی افسوس نہیں کہ مسلمانوں کی تقلید پرستی کے شیخ الاشراق کا اصلی کارنامہ منظر عام پر نہ آسکا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کا بھی رونا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے انکی علمی زندگی کی تمام خصوصیات پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا، متأخرین نے حکمائے اسلام کے حالات میں متعدد کتابیں لکھیں۔ اور انہیں کے ضمن میں شیخ الاشراق کا بھی نام آیا، لیکن اُن کے تذکرہ میں وہ تفصیل نہیں پائی جاتی۔ جو اُن کے شایان شان تھی۔ تاہم اس کم مایگی کے ساتھ ہم اس مضمون میں ان کی اجمالی حالت کا مختصر سا خاکہ ناظرین الندوہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نام و نسب اور ابتدائی حالات ابوالفتوح کنیت، شہاب الدین لقب یحیٰی نام ہے۔ انکے باپ کا نام حبش۔ اور دادا کا امیرک تھا۔ ان کے دادا امیرک کے نام سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ فارسی النسل تھے لیکن عام طور پر تذکرہ نویسوں نے، ان بزرگوں کے حالات سے بالکل اعتنا نہیں کی، اس لئے شیخ الاشراق کے خاندانی فضل و کمال، نشو و نما، اور ابتدائی تعلیم و ترتیب کے دلچسپ حالات بالکل معلوم نہ ہو سکے تاہم اتنا صحیح طور پر معلوم ہے۔ کہ ان کو بچپن ہی میں تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوا اس زمانے میں مراغہ عموماً علوم و فنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور شیخ مجد الدین جیلی کے فضل و کمال نے اسکے دائرہ علم کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس لئے جو شخص شوق علم میں گھر سے باہر قدم نکالتا تھا۔ اُسکی نگاہ سب سے پہلے مراغہ ہی کے سواد پر پڑتی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ الاشراق نے بھی پہلے پہل مراغہ کا سفر کیا، اور وہاں جاکر شیخ مجد الدین جیلی کی درگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ مجد الدین جیلی کے حالات اگرچہ عام طور پر نہیں معلوم ہو سکتے، تاہم امارات و قرائن سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خود فلسفۂ ارسطو کے سخت مخالف تھے کیونکہ اُنکے تلامذہ میں، امام رازی، اور شیخ الاشراق نہایت نامور نکلے۔ اور دونوں فلسفۂ ارسطو کے سخت دشمن نکلے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ انکی درگاہ میں فلسفۂ ارسطو کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ بہرحال شیخ الاشراق نے انکی خدمت میں علوم عقلیہ اور اصول فقہ کی تکمیل کی لیکن شیخ الاشراق کی علمی خوشہ چینی صرف ایک خرمن تک محدود نہیں رہ سکتی تھی، اسلئے اس کے بعد انہوں نے اصفہان کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ظہیر فارسی سے کتاب البصائر پڑھی شیخ الاشراق کو اس کتاب کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی۔ کہ درس و تدریس کے علاوہ، اکثر بجائے خود اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں۔

> ذالی اصفهان و بلغنی انه قرأ هناك البصائر
> یعنی وہ اصفہان میں آئے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بصائر
> [illegible] علی الظهیر الفارسی [illegible] کتبه
> ظہیر فارسی سے پڑھی۔ لیکن انکی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے
> علی انه فکر فی البصائر کثیرا
> بلطور خود بصائر کو نہایت غور و فکر سے دیکھا ہے)

شیخ الاشراق نے ان بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ رفتار زمانہ کے موافق تمام علوم و فنون کی تکمیل کرلی۔ تاہم انکا اصلی ذوق اس دریوزہ گری سے نہیں پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے عام شاہراہ سے الگ ہو کر وہ طرز اختیار کی۔ جس نے افلاطون کے سامنے اسرار کائنات کے انکشاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ حکمائے اشراقیین کی تعلیم و تعلم کا دار و مدار بالکل صفائے قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے اگر مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرلی جائے۔ تو درحقیقت حکمۃ اشراقیہ ہی کو کشف و تصوف کا اصلی سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ الاشراق بھی ابتدا ہی کر ارسطو کو دائرہ تقلید سے نکل کر حکمائے اشراقیین کی پناہ میں آگئے تھے۔ اس لحاظ سے صفائے قلب اور ریاضت کی طرف توجہ کی۔ اور دور دور جاکر صوفیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ اور مدتوں ان کی صحبت میں رہکر آخر کار خود اس قابل ہو گئے۔ کہ زمانہ نے موید بالملکوت کا لقب دیا۔ اور حکمت اشراقیہ کے حقیقی جلوہ گاہ قرار پائے۔

شیخ الاشراق پر فلسفہ کا اثر اور انکی بدنامی

شیخ الاشراق نے اس ذریعہ سے افلاطون کے عظام رمیم میں ایک غیر معمولی جنبش پیدا کردی، اور دفعتہً زمانے کو حکمۃ اشراقیہ کا جلوہ نظر آگیا۔ اور اسی کے ساتھ خود انکی نظر میں حکمۃ اشراقیہ کے جلوے اس طرح سما گئے کہ انکو تمام دنیا عالم، نور نظر آنے لگی۔ اس وجہ سے حکمائے متقدمین کے ساتھ اس قدر خوش اعتقادی پیدا کرلی۔ کہ ان کے تمام مسائل کو واجب الیقین، اور انکی ذات کو شمع ہدایت قرار دینے لگے۔ چنانچہ حکمۃ الاشراق میں خود اپنے ذوق و کشف کی توثیق و استحکام کے متعلق لکھتے ہیں۔

> وهو ذوق امام الحکمة و رئیسها افلاطن صاحب الأيد و النور و کذا من قبله من زمان والد الحکماء هرمس الی زمانه ای الی زمان افلاطن من عظماء الحکماء و اساطین الحکمة مثل انباذقلس و فیثاغورث و غیرهما۔

اس عبارت میں شیخ الاشراق کی خوش اعتقادی کا رنگ جن الفاظ کے قالب میں جھلکتا ہے، انکے ترجمہ میں وہ شان نہیں باقی رہتی۔ اس لئے ہم اس عبارت کو بلا ترجمہ کے چھوڑتے ہیں

شیخ الاشراق کی یہ خوش اعتقادی یہیں تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ اس نشہ میں اسقدر چور تھے کہ حکمائے فارس مثلاً زردشت، و جاماسپ فرشادشیر، بزرجمہر وغیرہ کو جنکی تکفیر بظاہر اسلام کا ایک لازمی جزو ہے، نبی برحق، یا کم از کم قطب الاقطاب سمجھتے تھے، چنانچہ انکے ذکر کے بعد حکمائے متالہین کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> وهو خلیفة الله فی الارض و هکذا یکون
> یعنے ایسا شخص خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ
> مادامت السموات و الارض
> قیامت تک باقی رہے گا۔

اہل اسلام کے نزدیک زردشت وغیرہ کی تکفیر کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ وہ نور و ظلمۃ، دو خدا کے قائل ہیں۔ اور مذہبی حیثیت سے قطع نظر کرکے یہ خیال خود حکماء کی رائے کے مخالف ہے۔ لیکن شیخ الاشراق خوش اعتقادی کے

ابن خلکان و تاریخ الحکماء ۱۲

احتذکرہ نویسوں نے شیخ الاشراق کے نام میں سخت اختلاف کیا ہے۔ طبقات الاطباء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ حکمۃ الاشراق کے دیباچے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے لیکن ملا ابن خلکان ...

جوش میں اُن پر یہ الزام بھی گوارا نہیں کر سکتے
چنانچہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

وکلمات الاولین مرموزۃ وما رد علیہم
یعنے حکماء متقدمین کی تمام باتیں رمز و کنایہ پر مبنی ہیں، اسلئے
متوجہا علی ظاہرہا فالرد علیہم یتوجہ علی
اگرچہ انکے ظاہری اقوال پر نکتہ چینیاں کیگئی ہیں، تاہم انکو اصل
مقاصدھم، فلا رد علی الرمز وعلی ھذا یبتنی
مقصد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ رمز پر رد و قدح نہیں ہو سکتی اور
قاعدۃ الاشراق فی النور والظلمۃ التی کانت
حکماء فارس مثلاً جاماسپ اور فرشادشور، اور بزرجمہر
طریقۃ حکماء الفرس مثل جاماسف
وغیرہ نے جو اصول نور وظلمت کے متعلق قائم کیا ہے
وفرشادشور وبوزرجمہر ومن قبلہم ھي
اسکو رمز و کنایہ ہی کی بنا پر قائم کیا ہے اسلئے یہ نہ سمجھنا چاہئے
لیست قاعدۃ کفرۃ المجوس والحاد مانی
کہ وہ مجوس کے ہم خیال، اور مانی[1] کی طرح ملحد تھے یا یہ کہ
وما یفضی الی الشرک باللہ تعالی وتنزہ
انکا یہ قاعدہ مفضی الی الشرک تھا،

ان عجیب وغریب خیالات کے ساتھ شیخ الاشراق
کی زبان میں آزادی اور صاف گوئی کا ایسا جوہر
پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو ذہنی دنیا میں
محدود ہی نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے اکثر لوگوں
سے اسکے متعلق بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔
اور اپنی حسن تقریر اور علم و فضل کی بدولت غالب
آتے تھے۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا۔ کہ تمام
دنیا اس غیر مانوس صدا سے گونج اٹھی۔ اور ان
کے خیالات عام طور پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ علامہ
ابن خلقان لکھتے ہیں۔

وکان یتھم بانحلال العقیدۃ والتعطیل
یعنے اُن پر ضعیف الاعتقادی اور خدا کو معطل الوجود

وبعضہ من جھۃ الحکماء المتقدمین
ہونیکی تہمت لگائی جاتی تھی۔ اور وہ حکماء متقدمین کے مذہب
واشتھر ذالک عنہ
کی تائید کرتے تھے۔ اور انکی یہ باتیں عام طور پر مشہور ہو گئی تھیں

حلب کا سفر، اور شیخ الاشراق کی شہادت

شیخ الاشراق کے ان اعتقادات سے اگرچہ
عام بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ ان باتوں کو
مطلق خاطر میں نہ لاتے تھے، اور نہایت آزادی
کے ساتھ سیر و سیاحت کیا کرتے تھے۔ سیر و سیاحت
اگرچہ اس قسم کے آزاد خیالوں کا عام شیوہ ہے
لیکن انکو زیادہ تر اپنے ہم مذاق کی جستجو رہتی
تھی۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں
لکھتے ہیں کہ

وکان قدس اللہ روحہ کثیر الجولان والطوفان فی
یعنے وہ اپنے ہم مذاق کی جستجو میں اکثر شہروں میں گردش
البلدان شدید الشوق علی تحصیل مشارک لہ فی
کیا کرتے تھے۔ لیکن انکو کوئی شخص ہاتھ نہ آیا تھا۔ چنانچہ
علومہ لم یحصل لہ قال فی آخر المطارحات وھو اقد
خود مطارحات میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر تقریباً تیس کی ہوگی
سنی الی قریب من ثلاثین سنۃ واکثر عمری فی الاسفار
اور میری عمر کا زیادہ حصہ سفر اور اپنے ہم خیال کی جستجو میں
والاستخبار والتفحص عن مشارک مطلع علی العلوم و
صرف ہوا لیکن مجھکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو علوم شریفہ
عندہ خبر من العلوم الشریفۃ ولا من یؤمن بھا
کا حقیقی راز دار، اور معتقد ہو،

چنانچہ انہوں نے اسی کس مپرسی کے زمانے میں
عادت مستمرہ کی بنا پر ایک مرتبہ روم سے نکلکر
شام اور حلب کی طرف رخ کیا۔ اس زمانے میں
حلب اور شام کی عنان حکومت، سلطان صلاح الدین
کے بیٹے ظاہر کے ہاتھ میں تھی۔ اسوجہ سے حلب
عموماً فقہاء اور علماء کا مرکز بن گیا تھا۔ اسلئے
شیخ الاشراق جب حلب میں داخل ہوئے۔ تو
پہلے پہل فقہاء سے مڈبھیڑ ہوئی۔ شیخ الاشراق
ان کے سامنے علانیہ حکماء کے فضائل بیان
کرتے تھے۔ اور جو شخص انکی مخالفت کرتا
تھا۔ اسکو احمق اور بیوقوف بناتے تھے
شیخ الاشراق کے ان خیالات اور زبان
درازیوں سے فقہاء کے گروہ میں آگ سی
لگ گئی۔ اور ان کی تشنیع و تکفیر کا عام غلغلہ
بلند کیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر بارگاہ سلطانی
تک پہنچی۔ اور سلطان ظاہر نے ان کو
اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور فقہا کے ساتھ
مناظرہ کرایا۔ شیخ الاشراق نے بسر دربار
اپنی تقریر اور فضل و کمال کے وہ جوہر دکھائے
کہ ظاہر اُن کا دل سے معتقد ہو گیا، لیکن
بد قسمتی سے یہ شاہانہ عنایت شیخ الاشراق
کے لئے بجائے اسکے کہ مفید ہوتی۔ وبال
جان ہو گئی۔ اُدھر تو فقہاء کا دل خود اُن
کے مذہبی خیالات سے جلا ہوا تھا۔ اِدھر بارگاہ
سلطانی کے تقرب نے انکو اور بھی آگ بگولا
بنا دیا۔ اسلئے تمام فقہاء کے اتفاق سے
شیخ الاشراق کی تکفیر کا ایک محضر مرتب کر کے
سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ
کیا گیا، محضر میں علاوہ تمام باتوں کے اس
بات پر نہایت زور دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کی
زندگی کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا گیا۔ تو عام
حیثیت سے قطع نظر کر کے انکے عقاید کا نہایت
برا اثر خود شاہزادہ کی ذات پر پڑیگا،[1]

اس زمانے میں چونکہ سلطنت کی بنیاد
مذہبی سطح پر قائم ہوئی تھی۔ اس لئے کسی شخص
کی بربادی کیلئے فقہاء کا معمولی اشارہ بھی
کافی ہو سکتا تھا، لیکن شیخ الاشراق کے
واجب القتل ہونیکے متعلق بعض خارجی اسباب
ایسے پیدا ہو گئے تھے، جس سے آئین سلطنت
نے بھی فقہاء کی تائید کی، حقیقت یہ ہے۔ کہ
ان اعتقادات کے علاوہ، شیخ الاشراق کی
زبان سے کبھی کبھی ایسے جملے بھی نکل جاتے
تھے، جن سے نہایت خوفناک پولیٹکل خدشے
پیدا ہو جاتے تھے، چنانچہ جب شیخ سیف
الدین آمدی نے اُن سے حلب میں ملاقات
کی، تو انہوں نے اس قسم کی باتیں کی، جس سے
صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے سر میں سلطنت
اور ملک گیری کا سودا سما گیا تھا، ہم اس موقع
پر اس گفتگو کو ایک مکالمے کی صورت میں نقل
کرتے ہیں،

شیخ الاشراق، میں یقیناً روے زمین کا
بادشاہ ہو جاؤنگا،
سیف الدین آمدی۔ کیونکر؟
شیخ الاشراق۔ میں نے خواب میں دیکھا
ہے۔ کہ میں دریا کا تمام پانی پی گیا،
سیف الدین آمدی۔ غالباً اس کی تعبیر یہ ہے
کہ آپ کے علم کو نہایت شہرت اور وسعت
حاصل ہو گی،

شیخ سیف الدین آمدی کا بیان ہے۔ کہ یہ سب کچھ
ہوا لیکن اُن کے دل سے یہ بات نہ نکلی
اسکے علاوہ شیخ الاشراق سے خرق عادت
کے طور پر بہت سے عجیب وغریب افعال
سرزد ہوتے تھے۔ اس لئے عوام کا ایک
بہت بڑا گروہ ان کا معتقد ہو گیا تھا۔ چنانچہ
علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔

ورأیت اہلہا مختلفین فی امرہ فمنھم من ینسبہ
یعنے حلب کے لوگوں کو انکے معاملے میں مختلف
الی الزندقۃ والالحاد ومنھم من یعتقد
پایا، بعض لوگ انکو زندیق اور ملحد سمجھتے تھے۔ اور بعض لوگ
فیہ الصلاح وانہ من اہل الکرامات
انکو صاحب کرامت اور صالح خیال کرتے تھے۔

بہرحال عوام کی [illegible] اعتقاد سے یہ خیال اور
بھی قوی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ [illegible] شرعی اور
قانونی جرم کی بنا پر سلطنت کی طرف سے
شیخ الاشراق کی شہادت کا قطعی حکم صادر
ہوا۔ لیکن ظاہر چونکہ ان کا دل سے شیدائی
تھا۔ اسلئے پہلی مرتبہ یہ بے رحمی نہ گوارا کر سکا،
مگر سلطنت کو چونکہ اس کا خاص خیال دلایا
گیا تھا۔ دوبارہ نہایت سخت حکم نافذ ہوا،
اور اس میں ظاہر کو معزولی کی دھمکی دیگئی[1]
اس لئے اس کو جبراً اسکی تعمیل کرنی پڑی،

شیخ الاشراق کی شہادت کے متعلق
متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے
کہ شیخ الاشراق کی قسمت کا فیصلہ خود ان
کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور در حقیقت
شیخ الاشراق نے جس انداز اور جس
استقلال کے ساتھ جان دی۔ وہی اُن
کے شایان شان تھا۔[2]

شیخ الاشراق چونکہ انتہا مرتاض اور
عزلت گزین شخص تھے۔ اسلئے انہوں نے
خواہش کی۔ کہ مجھکو ایک گھر میں بند کیا جائے تاکہ مرتے
دم تک شان تصوف قائم رہے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور
اسی صوفیانہ اشتغال کے ساتھ انہوں نے جان دی۔

(باقی آیندہ)

---

[1] مانی بابلی مذہباً نصرانی تھا۔ فرقۂ ثنویہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا۔ کیونکہ اسکے نزدیک خیر و شر کا وجود ایک ذات سے نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر نور کو خیر کا اور ظلمت کو شر کا خالق سمجھتا تھا۔ اور مجوس کا بھی بعینہ یہی خیال ہے۔ زردشت وغیرہ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے لیکن شیخ الاشراق کی رائے کے موافق، نور سے واجب الوجود، اور ظلمت سے ماہیات ممکنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ واجب الوجود تمام خوبیوں کا منظہر، اور ممکنات تمام برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اس تاویل کے لحاظ سے توحید پر جیسا کہ عام خیال ہے۔ حرف نہیں آتا۔ ۱۲ شرح حکمۃ الاشراق صفحہ ۱۸ و ۱۹

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] ابن خلکان نے جہاں شیخ الاشراق کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود ابن خلکان کے نزدیک اس قسم کے خیالات کو انکی شہادت میں بہت کچھ دخل ہے۔ اگرچہ خود انہوں نے تصریح نہیں کی ہے ۱۲

[1] تاریخ الحکماء

[2] علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں انکی شہادت کے متعلق سرسری طور پر مختلف روایتوں کا ذکر کیا ہے لیکن ایک خاص حیثیت سے اسکو لکھا ہے۔ اور ابن خلکان نے بہاء الدین ابن شداد جو روایت سبط ابن جوزی کے حوالے سے ذکر کی ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے۔ کیونکہ بہاء الدین ابن شداد خود سلطان صلاح الدین کے دربار کا ملازم تھا

[2] اور اسلام کی آزادی کا اقتضا بھی یہی ہے۔ البتہ ابن خلکان کی روایت سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ یہ طریقہ خاص شیخ ہی کے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امرتسری منکر کو دعوت

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسری واقعہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو بتقریب ایک جلسہ اسلامی کے دہلی تشریف لا کر ایک دن قیام کر کے واپس وطن مالوف کو سدھار گئے تھے۔ اس قلیل عرصہ میں آپ کی مہمانداری کا موقعہ ہمکو نہیں مل سکا چونکہ آپ ہمارے سلسلہ کے ایک ناخواندہ مہمان ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی دعوت کر کے حق مہمانداری ادا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اجر و ثواب کے خواستگار ہیں۔ و باللہ التوفیق

پیغام دعوت منظوم

قلم میرا تیغ جوہر دار
جسمیں تاب مقابلہ کی ہر اج
دشمن دین ہیں جیسے لوگ
ایک ہی وار کھا کے بھاگ گئے
ہم او نہیں میں سے مولوی فاضل
بنگئے وہ دشمن مسیح زمان
میرا دشمن اوسی ہی ہے
نام کا مولوی ثناء اللہ
سنئے اہل حدیث کی عالم
وہ روایات تو سنین کونگی
میری امت چلیگی جانب دو
ہوگا امت میں افتراق و انتشار

جسکی شاگرد ہند کی تلوار
سامنے آئے جو کرے جی دار
ہیں مسیحا سے برسرپیکار
سینکڑوں ہو چکے ہیں سن بیزار
سو گئے جیسکے طالع بیدار
ہیں یہودوں کی چلتا وہ فنا
ہے فضیلت کا جو کر دعوےدار
جسکا اہلحدیث ہے اخبار
جسسے کرتا ہوں چند استفسار
ہیں جو فرمان سید الابرار
اور نصاریٰ کی ہوگی جانب دار
اور فتنوں کا گرم ہو بازار

رسم قرآن بس رہے باقی
ہونگی آباد مسجدیں تو ولی
ہو علماء اس زمانہ کے
جتنے فتنے اوٹھینگے سب انکی
اب یہ فرماؤ مولوی صاحب
ان حدیثوں کا کون ہے مصداق
کون عیسائیوں کا ہے ساتھی
اک طرف ہے مسیح و مہدی
انکا مصداق ہے مسیح زمان
ہوگا ہر دو کے حال سے ظاہر

اور مسلمان ہون نام کو ایمان
دل خدا کی ہدایتوں سے بیزار
ہونگے کمبخت ظالم و اشرار
اور انہیں میں جائیں آخر کار
کچھ سمجھ سوچ کر یہ صیرو قرار
کس نے اب یہودیوں کا اشعار
کس میں فتنوں کا گرم بازار
دوسری جانب اسکے ہیں کفار
یا کہ مصداق اوسکی ہیں اغیار
حال دونوں کا کرتا ہوں اظہار

مختصر بیان احوال مسیح موعود و منکران

کس کا ہے دعوےٰ مسیحائی
مثل مسیح کے
اور کس قوم نے کیا انکار
مثل یہود کے
کس نے عیسیٰ کو کاذب و دجال
مثل علماء یہود کے
لکھ کے شایع کیا بے در اخبار
کس نے دائر مقدمات کیے
مثل علماء یہود کے
برخلاف مسیح ذوالاقتدار
کس نے جا کر وہاں گواہی دی
مثل فلاں یہودی کے تھا
تھا نصاریٰ کا کون طرفدار
محمد حسین بٹالوی

کس نے حکام سے شکایت کی
ہے بغاوت کو یہ مسیح طیار
مثل یہود کے
کس نے شایع کیا تھا پہلے کہ
جیت جاؤنگا میں ہی آخر کار
مثل مسیح کے

نوٹ ۱؎ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ و لا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی حدیث مرفوع حضرت علی مرتضیٰ سے آیا ہے۔ نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ جو اسلام کا نام اور قرآن کی صرف رسم باقی رہیگی۔ مسجدیں آباد ہونگی۔ لیکن ہدایت کو ویران علماء اون کے اون سب لوگوں سے بدتر ہونگے جو آسمان کے نیچے ہیں اونہیں کے پاس فتنہ اوٹھیگا۔ اور انہیں کے اندر پھر جائیگا۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں۔ تمام انسانی مکروں اور شیطانی منصوبوں سے (وہ عظیم الشان نشان ظاہر ہونے کے لیئے) دو مقدمے مجرمی طاقت آعداء سے برخلاف حضرت امامنا و سیدنا مسیح موعود علیہ السلام دائر کیئے گئے تھے۔ ایک تو منجانب عیسائیان جسمیں پادری ہنری مارٹین کلارک مدعی تھا۔ جسکا استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری اس بنا پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے عبد الحمید نامی ایک شخص کو جو گواہ استغاثہ ہے ڈاکٹر مارٹین کلارک کے قتل کے واسطے قادیان سے امرتسر بھیجا ہے۔ اور دوسرا مقدمہ منجانب مولوی کرم دین جہلمی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند اس بنیاد پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے محمد حسین فیضی میرے بھائی متوفی کی توہین کی ہے۔ جو خارج ہو گیا۔ اور پھر اپنی ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ تھا اور کرم دین کے مقدمے میں علاوہ دیگر مسلمانوں کے مولوی ثناء اللہ مدعی کا گواہ تھا ان مقدمات میں جو نتیجہ نکلا۔ اسکی اطلاع بطور پیشگوئی قبل از وقت خدا عالم الغیب کی جانب سے معلوم ہو کر تمام لوگوں میں شایع ہو چکی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا " کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں پس خدا نے اسکو ان الزامات سے بری کیا جو اوسپر لگائے گئے تھے۔ اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے "

براہین صفحہ ۵۱۶ دوم انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی رات کے وقت جو ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد تھی یعنی ۲۹ جون پیر کے دن میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی۔ کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کیوقت میری حالت وحی الہی کی طرف منتقل کی گئی۔ اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون فیہ آیات للسائلین۔ اسکے معنی یہ ہیں سمجھائے گئے۔ کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق کے ساتھ ہوگا۔ اور اوسکو فتح اور نصرت نصیب کریگا۔ جو پرہیزگار ہے۔ یعنی جھوٹ نہیں بولتا۔ ظلم نہیں کرتا تہمت نہیں لگاتا۔ اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتا اور ہر ایک بدی سے بچتا۔ اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتا ہے۔ اور خدا سے ڈر کر اوسکی ہمدردی اور خیرخواہی اور نیکی کے ساتھ پیش

یہ پیشگوئی الحکم مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اور ریویو آف ریلیجنز جلد دوم بابت سنہ ۱۹۰۳ء کے ٹائٹیل پیج و رسالہ ماہ جون سنہ ۱۹۰۳ء میں شایع ہو چکی تھی۔ اور ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کو یہ مقدمہ عدالت اپیل سے بحق مسیح موعود حسب پیشگوئی مذکور فیصلہ ہوا۔

سوم - اس مقدمہ کی اطلاع بذریعہ رویاء صادقہ معہ اسکے نتیجہ اخیر کے ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ہو چکی تھی۔ جو الحکم مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں شایع کر دی گئی۔ وہو ہذا " فرمایا۔ رات میں نے ایک رویا دیکھی ہے۔ یعنی ۱۷ نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ نومبر تھی اور وہ رویا یہ ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے۔ اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک سی لپیٹی ہے۔ تو میں اسے کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے۔ وہ لذت ایسی ہے۔ کہ میں اسے بیان نہین کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا۔ اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے لیے بری کیا ہے۔ انتہی بلفظہ اس رویا سے

دیکھو صفحہ ۷ - بقیہ حاشیہ

حاشیہ در حاشیہ۔ خوشخط پروانہ فیصلہ عدالت اپیل ہے۔ بوجہ اعلیٰ قابلیت سے فیصلہ صادر کرنے کے استعارۃً اوسکو خوشخط کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہم اسکے چند جملے اقتباس کر کے خوشخطی کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ " آرٹیکلوں کی بابت جو سراج الاخبار جہلم میں برخلاف مرزا صاحب کرم دین نے چھپوائی اور عدالت میں اون سے انکار کیا مگر عدالت اپیل نے بھی اوسکی آرٹیکل قرار دیا۔ راقم یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چال بازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو پڑھیا ہے ایک عام اخبار کی سطروں میں بنا کے سامنے فخر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ (کرم دین) عدالتوں سے کسی مدد کا حاصل کرنے کا مستحق ہے۔

نوٹ ۲؎ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود و النصاریٰ قال فمن۔ متفق علیہ یعنی تم چلوگے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بہ گز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی اونہیں کی پیروی کروگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت نے اور کون ہیں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

۳؎ وعن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم لیاتین علی امتی کما اتی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذالک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی۔ رواہ الترمذی یعنی جو کچھ بنی اسرائیل پر گذرا وہی ماجرا میری امت پر بھی ہونیوالا ہے جیسے ایک پاپوش برابر دوسری پاپوش کے ہوتی ہے یعنی بلا تفاوت یہانتک کہ اگر اون میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا۔ تو اس امت میں بھی ایسے لوگ ہونگے۔ جو یہ کام کرینگے اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے تھے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی۔ اور یہ سب فرقے دوزخ میں جائینگے مگر ایک گروہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہوگا۔ روایت کیا ترمذی نے۔

۴؎ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتقارب الزمان و یقبض العلم و تظہر الفتن و یلقی الشح و یکثر الہرج قالوا وما الہرج قال القتل متفق علیہ۔ یعنی قریب ہوگا آپس میں زمانہ اور اوٹھایا جائیگا علم اور پیدا ہونگے فتنے اور ڈالا جائیگا بخل دلوں میں اور بہت ہوگا ہرج عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ صلعم ہرج کیا ہے

فرمایا آنحضرت نے قتل یعنی خونریزی۔ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ ہیں۔ ۱۴ راقم ک۔ صوم کہا ہے۔ اور نبی نوح کا وہ سچا خیرخواہ ہے۔ اور ہمیں اور درندگی اور ظلم اور بدی کا جو ن نہیں۔ بلکہ تمام طور پر

یہ ظاہر ہے۔ کہ کوئی مقدمہ ہوگا۔ عدالت ابتدائی ہے اور اس میں بظاہر ذرا سی ناکامیابی غیروں کی نظروں میں ہوگی۔ جو دراصل وہ باعث سرور و لذت ہے۔ اور عدالت اپیل سے پروانہ بریت جاری ہوگا۔ چہارم۔ بنیاد مقدمہ بھی اس مقدمہ کی بھی پیشگوئی ہے جو کتاب مواہب الرحمٰن میں بصفحہ ۱۲۹ درج ہوکر ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو مشتہر ہوئی ہے "واز جملہ نشانہائے من اینست۔ کہ خدا مرا در بارہ معاملہ شخصے لئیم و بہتان بزرگ او خبر داد و وحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواہد۔ کہ آبروئے ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانہ تو خواہد کرد بنمود مرا در ہمیں امر سہ بار خواب بنمود۔ مرا کہ آن دشمن سہ کس حامیان برائے توہین و بیخ دادن تو طیار کردہ است۔ و دیدم کہ گویا من در عدالتے حاضر شدم ہمچو گرفتاران و دیدم کہ آخر کار من نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ اگرچہ بعد از وقتے باشد۔ و بشارت داد و شدم کہ بلا رد کردہ خواہد شد بر دشمن اہانت کنندہ۔ الخ نام او کرم دین ست" انتہیٰ بقدر الحاجتہ

اب ہم مولوی فاضل سے اللہ جل شانہٗ کی قسم دیکر اور مالک یوم الدین کا خوف دلاکر مندرجہ ذیل امور پوچھتے ہیں۔ اپنے ایمان سے ان کا جواب۔ رقم فرماویں۔ زاید باتیں بے سروپا نہ لکھ ماریں اصل سوال کو اپنے پرچہ میں درج فرماکر اوسی کے متعلق اوس کے محاذ میں جواب لکھیں

قدیمی عادت بے پوچھے تلوگی چھوڑ دیں۔

(۱) آیا مرزا صاحب کی جانب سے یہ چاروں تحریریں مندرجہ بالا نمبر ۱ تا ۴ (براہین صفحہ ۵۱۶ و الحکم مورخہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء و مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۲۹ و الحکم مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء) اسی طرح سے قبل از وقت شایع ہو چکی ہیں یا نہیں

(۲) اگر ہو چکی ہیں۔ تو یہ منجملہ اخبار غیب ہیں یا کچھ اور؟

(۳) اگر اخبار غیب ہیں۔ تو یہ الہام رحمانی ہیں یا شیطانی؟

(۴) باوجود اخبار غیب ہونیکے بھی یہ پیشگوئی ہے۔ یا صالحانہ؟

(۵) اگر یہ غیب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اسکی دلیل کیا ہے؟

(۶) غیب کسکو کہتے ہیں۔ اسکی تعریف معہ مثال کیا ہے؟

(۷) پیشگوئی منجانب اللہ اور پیشگوئی نجومی میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔؟

(۸) کیا شیطان بھی اپنے شیاطین کو ایسی اخبار پہنچا سکتا ہے اور وہ اسکو شایع کر دیتے ہیں۔ اور آئندہ کے مطابق واقع ہوتا ہو معہ نظیر و مثال بیان فرماویں۔ نیز اخبار شیطانی اور رحمانی میں تمیز کرنے کا معیار کیا ہے۔؟

(۹) فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے معنے اور مطلب معہ مثال فرماویں۔ کیا احد سے نجومی وغیرہ مستثنیٰ ہیں؟

(۱۰) ان اخبار میں مرزا صاحب نے اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی کا اظہار کیا ہے۔ یا نہیں

(۱۱) ان اخبار غیبیہ میں الزامات کا لگایا جانا اور ابتلا کے آنے کا ذکر ہے یا نہیں؟

(۱۲) ان میں ملہم نے مرزا صاحب کی بریت کا وعدہ کیا ہے یا نہیں؟

(۱۳) ان میں مجرمانہ اور ملزمانہ عدالت میں حاضر کیے جانیکا بیان ہے یا نہیں؟

(۱۴) ان میں دیر تک اس ابتلا میں رہکر انجام کار بریت لکھی گئی ہے یا نہیں؟

(۱۵) ان میں اعلیٰ عدالت یعنی اپیل کے عدالت سے بری ہونیکا تذکرہ ہے۔ یا نہیں

(۱۶) ان میں دشمن پر بلا کے رد کیے جانے کا وعدہ ہے یا نہیں؟

(۱۷) ملہم نے ان کو اپنی صداقت کا نشان ٹھرایا ہے یا نہیں؟

(۱۸) ان میں جیسا کہ شایع کیا گیا تھا۔ اسی کے مطابق انجام ہوا یا نہیں؟

(۱۹) اگر یہ سب کچھ اسیطرح واقعہ ہوا ہے۔ اور یہ غیب کبھی ایسا ہے۔ جسکی نظیر سوائے انبیاء کی پیشگوئیوں کے دوسری جگہ ملنی محال ہے نہیں بلکہ ناممکن ہے تو پھر مرزا صاحب کے مومن۔ صالح۔ صادق۔ راستباز۔ مجدد۔ محدث مامور۔ مہدی۔ مسیح۔ ماننے میں کیا کلام ہے؟

(۲۰) جس مقدمہ کا ذکر آپ نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ کرم دین اس میں کامیاب اور بری ہوا وہ مقدمہ کسکی جانب سے تھا۔ اور کس بنا پر تھا اور وہ بنا قائم رہی یا نہیں جس سے غرض حاصل ہوگئی۔؟

اب میں آپ کے عالمانہ جواب کا منتظر رہونگا۔ امید ہے۔ کہ خدا کی قسم اور خوف کا لحاظ فرماکر نہایت ایمانداری سے آپ مجیب ہونگے۔ لہذا آنے جواب کے پھر انشاء اللہ میں اسپر کچھ اور عرض خدمت کرونگا۔ باقی آیندہ

وصیتوں کے بارے میں ضروری اطلاع

پہلے یہ قاعدہ شایع کیا جا چکا ہے۔ کہ جو احباب کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ وہ اپنی زندگی میں اپنی آمد کا دسواں حصہ دیں۔ تو وہ رسالہ الوصیۃ شایع کردہ حضرت مسیح موعود کی شرط ۲ کو پورا کرنیوالے سمجھے جاوینگے۔ بشرطیکہ وہ علاوہ دسواں حصہ آمد کا دینے کے ساتھ یہ وصیت کریں کہ جو جائداد انکی موت کے وقت ہو۔ اسکا دسواں حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کو دیا جاوے۔

اب اس قاعدہ میں یہ ترمیم کی گئی ہے جسکو حضرت امام علیہ السلام نے منظور فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ دسواں حصہ آمد اپنی زندگی میں دیتے رہیں انکو لئے وصیت کی ضرورت نہ ہوگی۔ پس تمام احباب کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ یا اگر کوئی جائداد رکھتے ہیں۔ تو قانون گورنمنٹ کے رو سے اسکے متعلق وصیت نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دینے سے بھی الوصیت کی شرط کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور انکی لئے وصیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں جو احباب جیسا جائداد یہ سمجھتے ہوں۔ کہ انکی راہ میں وصیت کرنیمیں کوئی قانونی موانع ہیں۔ تو انکو چاہیئے کہ پہلے بذریعہ خط و کتابت اس امر کو دریافت کرلیں

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو۔ یہ عظیم الشان اور عدیم المثال تفسیر حجۃ الاسلام امام فخر الدین رازی کی بےنظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے مجمل مضامین کو اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ جن مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیروں میں جھوٹی روایتوں اور من گھڑت قصوں کو درج کرکے اسلام پر بدنما دھبہ لگایا ہے۔ انکی خوب قلعی کھولی ہے صفحات ۴۰۰ قیمت للعہ

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام المتقین شیخ عبدالوہاب شعرانی کی تالیف ہے۔ اسی کے حق نا تقصان پیر کامل کا ملاں را رہنما کہنا بلا مبالغہ درست ہے۔ سالکین نے علم تصوف کیلئے جسقدر قانون مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرق ریزیوں کی زندہ تصویر ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہو گیا ہے اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا ترکیہ قلوب و طلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ بلاشبہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الٰہی کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبروار علامات کا ذکر کیا گیا ہے جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الٰہی کا دعویٰ کرے سو وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے۔ صفحات [illegible] کاغذ اعلیٰ۔ قیمت ۱۲ر

کتاب الروح کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب [illegible] مصری فلاسفر کی نہایت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے [illegible] روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات [illegible] جمع کیا گیا ہے۔ جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل [illegible] محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں [illegible] بحث جو اسپر فاضل مصنف نے [illegible] لائق کہ اسکے ملاحظہ سے آپ کو اپنی [illegible] زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ [illegible] اردو زبان میں آج تک طبع نہیں ہوئی [illegible] بھی آگئے ہیں۔ جن کو آپ کے کانوں نے بھی نہیں [illegible] صفحات ۲۴۴ قیمت [illegible] بدور السافرہ [illegible] اردو ترجمہ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف [illegible] کی وہ آیات جن میں [illegible] نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء [illegible] صفحات ۲۴۲ قیمت [illegible] سہ ماہی [illegible] اسمیں گوشت [illegible] کیا گیا ہے۔ قیمت [illegible] مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے [illegible] حقیقت [illegible] اصل الاصول مضامین [illegible]

فتوح الغیب اردو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف [illegible] قیمت [illegible]

المشتہر

دردِ دل

اے ایمان اور انصاف کے پیارو کچھ ہماری بھی سنو گے۔ یہیں۔ سنئے جب کہ میں نے اس مہدی معہود مسیح موعود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس چودہویں صدی کا مجدد مان لیا ہے عزیزوں کی دار و گیر سے فرصت ہی نہیں ملتی باوجودیکہ ان کی صحبت چھوڑ دی۔ سنگت چھوڑ دی میل ملاپ ترک۔ بول چال بند۔ اپھر بھی یہ بھلے مانس صبر سے نہیں بیٹھتے۔ خدا جانے کس شے کے انسان ہیں۔ دنیا کا عام خواص ہے۔ کہ جب دو لڑاکوں میں سے ایک طرح دے جاتا ہے۔ تو دوسرا بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مگر انہوں نے خیر سے یہ سبق پڑھا ہی نہیں۔ میں غیر کی کس منہ سے شکایت کروں۔ جب میرے رفیق مانجائے بھائی ہی مجھکو گدھے پر چڑھانے والے ہوں۔ ایسے وقت میں کہ ساری بستی ایک سڑک پر چلنے والی ہے۔ میرے درد کا تیر کون ہے۔ جب کوئی زخم کھاتا ہوں۔ کونے میں بیٹھکر آپ ناد کھڑا آپ رو لیتا ہوں مگر یہ سنگدل ناخدا ترس اسکے بھی روادار نہیں میں نے حال میں ایک تازہ چوٹ کھاکر یہ چند شعر آنسو پونچھنے کے لئے لکھے ہیں۔

> از من نہ پذیرفتہ یک حرف مسلمانی
> جیاد ز جنگ این غولان بیابانی
> نے غیرت ایمانی نے خشیت دیانی
> صحابہ قرآنی فرعونی و ہامانی
> باایں ہمہ قادی آوازہ ہارونی
> ہا اے کمی و دوئی دعوائے فراوانی
> از دین ہمہ بے توشہ نادردہ بکف خوشہ
> گرم است بہر گوشہ بازاری و دکانی
> یکسینہ و صد کینہ صد رنگ یک آئینہ
> ایں است گرگینہ این صورت انسانی
> اے حامل ہا اہلی اے مرکب بوجہلی
> اے سفلہ بایں سہلی تکفیر مسلمانی
> ور دیگہ بجاں دارم سوز یکہ نہاں دارم
> جلسے کرتیاں دارم کو عارض پیشانی
> انوار درِ مہر آور آسودہ بخاک اندر
> برخیز دو می نگر ایں رحمت اخوانی
> راضی بہ سخن رانم ...
> من بدوانم وہی دانم ہی کے خونیں گیانی

ظاہر ہے۔ کہ اس کلام کا مخاطب ہر شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ روئے سخن انہیں لوگوں کی طرف ہے۔ جو مطلع کے مصداق ہیں۔ یعنی جن سے میرا مکالمہ چلا آتا ہے۔ دیکھو اور خدا کے واسطے دیکھو میں نے اس نظم میں کسی کے پیشوا کو نہیں سمیٹا ہے۔ کسی کے مقتدا کو نہیں لپیٹا ہے۔ . . . .

پھر یہ کیسی تعدی ہے۔ کہ اس کی پاداش میں مجھکو چھوڑ میرے مخدوم و ہادی کی اعلےٰ شان میں ایسے خبیث کلمات برتے جائیں جن کا نہ وہ سزاوار نہ یہ ظالم منصبدار۔ خطاوار تھا۔ تو میں تھا۔ گنہگار تھا۔ تو میں تھا۔ اور انصاف امیں نہ گنہگار تھا۔ نہ خطاوار تھا بلکہ ایک فریادی سینہ فگار تھا۔ فرعونی و ہامانی یہ الفاظ مجادلہ نہیں بلکہ انہیں کی کمان کے تیر ہیں جو میری زبان سے نکلیں جو پہلے میں انکے ہاتھوں سے کھا چکا ہوں۔ واللہ یہ باتیں بے سند نہیں ان کا ثبوت کامل میرے پاس موجود ہے۔ میں ہر شخص کو اپنے کلیجے کے داغ دکھا سکتا ہوں۔

> گرد ہم شرح ستمہائے عزیزان غالب
> رسم امید ہماناں زجہاں برخیزد

الغرض جب یہ چوٹ کھائے ہوئے دل کر نکلے۔ ان اسلام کے برخورداروں نے اپنی حرکات پر نظر کرکے ذرا انصاف کو دخل نہ دیا۔ ایک چلتے ہوئے نوجوان کو نہس نہیں . . . .

ایک نادان کو (جو بقول خود جناب داغ کی چار برس تک صحبت اٹھاکر حیدرآباد دکن سے شاعری سیکھ کر آیا ہے۔ اپنا پیر مغان بناکر میرے شکست دلانے کے لئے میدان میں کھڑا کر دیا۔ آہ اس پیارے عزیز کے نیاز مندانہ اخلاق سے یہ کسکو بھول کر بھی گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ان عامیوں کی خاطر اپنے خاص بزرگ سے ٹوٹ کر باغی ہو جائیگا۔ اور غیر عقیدتمندوں کا وکیل بنکر اس نالایق خالو صاحب سے انتقام کی ٹھہرائیگا جب تک سادہ . . . . دکھاتا رہا۔ میں اسکو اسی نظر سے دیکھا کیا اب جو تمام حدود کو توڑ کر اور تیر و خنجر کر مسلح مجھپر سید ھا ہوا ہے۔ میرے زخم خوردہ دل سے فریاد اٹھتی ہے۔ اور میری روح مجروح زار و نالاں ہے۔ اے پیدا کے حال سے ناواقف لوگو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ حملے اگر میری ذات تک محدود رہتے میں کبھی اف نہ کرتا کون جان سکتا ہے۔ کہ میرے سید و مولا کی تحقیر نے میرے دل کے ساتھ کیا کام کیا۔

اے عزیزوں کے یاور مظلوموں کے دستگیر میں تیرے نام پر قلم اٹھاتا ہوں۔ تو موذی سرکش کا سر نیچا کر۔

یا معین بدحمتک نستعین

ہمارے لایق شاعر منشی سجاد حسین صاحب نے اپنے دل آزار حملوں کے بعد یوں مشہور کیا ہے۔ کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب سے کچھ بحث نہ تھی۔ یہ شاعرانہ لڑائی ہے۔ جب اُدھر سے چوٹ ہوئی۔ ادھر سے بھی چوٹ کیگئی۔ سبحان اللہ بہت اچھا مقابلہ ہے۔ ایک ایران میں۔ تو دوسرا توران میں ذرا اپنی شاعری سے اتنا تو پوچھئے کہ وہ تین ہجوں کی رعایت (جو راضی کے مطلع کو چھوڑ کر ہر شعر میں التزام رکھی گئی ہے) کدھر گھس گئی۔ اے صاحبزادے آپ کو کس مسخرے نے شاعر بنایا ہے۔ کیوں داغ کی روح کو لرزاتے ہو۔ ہنوز دلی دور است۔ فن والا ہو۔ تو فن کی بات پہچانے بیچارہ اناڑی کیا جانے۔ لیجئے آپ کی نباطویں سے معلوم ہو گئی۔ آگے دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ ہم کو آپ کی شاعری سے کوئی بحث نہ تھی۔ نہ اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت تھی۔ مگر جب آپ نے اس مثنی کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ تو اب ہم کو آپکے کلام معجز نظام کی بھی جانچ پڑتال کرنی پڑی۔ خیر۔ اب ہم آپ کے سبز باغ کی سیر کرتے ہیں۔ دیکھیں کیسے رنگ ڈھنگ ہیں۔

قولہ ؎

> دعوائے نبوت بیہودہ سخن رانی
> انکار ز تو آید زنہار نمی تانی

اقول مرا یاد و ترا فراموش۔ یاد کرو صاحبزادے یہ وہی دعوے ہے جسکو میں نے احادیث صحیحیں سے ثابت کرکے آپسے تسلیم کرا چھوڑا ہے کہ یہ دعوے مجازاً ہے حقیقتہً نہیں ہے کیا کسی گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر گواہ کی ضرورت ہے۔ تو مولوی سخاوت حسین سے (جو آپکے موبوی ہیں) اس سبق کو دوہرا لو۔ اور سبق یاد ہونیکے بعد اقرار صحیح سے پھر جانے کا مسئلہ بھی پوچھ لو۔ اور مسئلہ پوچھنے کے وقت ذہن میں کسی ایسے شخص کو جو نیا مرید ہے مسئلو دہ بنا لو۔ اور ہماری دانست میں اتنا جھگڑا کیوں کرو۔ سیدھی سی بات ہے۔ صاف کہدو کہ وہ کوئی اور سجاد حسین ہونگے۔ میں نہ تھا۔ شرم شرم شرم! حیا حیا حیا!! غیرت غیرت غیرت!!!

اور ہاں صاحب! اس نئے لفظ تانی کے معنی کیا ہوئے۔ اگر کسی لفظ کا مخفف ہے تو یا مشبع ہے۔ تو بہر حال سند کا محتاج ہے۔ یہ کہدینا کافی نہوگا۔ کہ کسی اہل زبان کو سنا ہے تاوقتیکہ تسلی کے اسباب کامل نہ پیدا ہوں۔ بندہ ایجاد بندہ کا قائل نہیں ہم لوگ مقلد ہیں۔ موجد نہیں ہیں۔

قولہ ؎

> این رفعت ایوانی این عیش و تن آسانی
> این بندہ شہوانی واللہ چہ شیطانی

اقول ہمکو حضرت اقدس مرزا صاحب کا مالدار ہونا تسلیم ہے۔ کیونکہ حدیث یفیض المال کی رو سے یونہیں ہونا چاہئے تھا مگر جس عیش و تن آسانی کو آپ تارہے ہیں۔ اسکا یہاں ذکر نہیں نہ وہ ہمکو مسلم ہے۔ کیونکہ وہ صفت دنیاداروں کی ہے اسوقت مجھکو ایک قصہ یاد آیا ہے۔ ہماری بستی میں ایک جوان صالح ایک بزرگ کے مرید ہوئے۔ نیا ذوق شوق تھا۔ تعریفوں کے انبار لگا دئے۔ مگر خدا کی شان دو ہی ہفتے کے اندر چٹک گئی۔ مجھکو اس کی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں کی زبان سے معلوم ہوا۔ میں نے دکھڑا سنکر سمجھایا کہ اب یہ ذکر کسی دوسرے کے آگے نہ کرنا۔ ابھی کے روز کے مرید ہو۔ لوگ کیا کہینگے۔ خیر پیر و مرید کی تو صفائی ہو گئی۔ جو برائیاں پیرجی کی سے اگے کی گئیں تھیں۔ منجملہ ان کے پیرجی کی عیش و تن آسانی کا بھی ذکر تھا۔ اب میں سوچ رہا ہوں۔ کہ یہ کس شخص کا قصہ ہے کیوں میاں سجاد حسین کہیں وہ نومرید آپ ہی تو نہ تھے دیکھو بھی اگر میں بھولتا ہوں۔ تو میری یادداشت کی اصلاح کر دینی چاہیئے۔ مگر اتنا تو ضرور بتا دینا چاہیئے کہ وہ عیش و تن آسانی کا لگاؤ اب بھی ہے یا سوخت کر دیا گیا۔ مجھکو تو یہی حیرت ہے کہ آپ کس برتے پر اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔ ؎

> حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
> ہمچو آن شیری کہ بر خود حملہ کرد

ادھر رفعت ایوانی ادھر عیش و تن آسانی ماشاء اللہ بہت اچھا سیاق ہے

قولہ ؎

> ہمپایہ بوجہلی ہمپلہ دجالی!
> تو بودم بے دالی داغوائی شیطانی

اقول۔ ساری کتاب پڑھ گئے۔ زلیخا زن بود یا مرد ابھی تک شاعر غراً کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ بودم دال سے ہے۔ یا تے سے ہم کو جو ملتے ہیں۔ ایسے ہی بودم ملتے ہیں +

داعول کے معنی ایک مہذب شخص نے آپ سے دریافت کئے جواب یہ ملا۔ کہ یہ غول کا باپا ہے۔ خیر تابی کے تحت ہیں ہم اس کو بھی رکھتے ہیں۔

قولہ ؎ لاحول بہت گویم زین پوزش باشد
کافیست پئے شیطان این آیت قرآنی

اقول۔ اے حضرت وہ کون سی آیت قرآنی ہے۔ آپ نے کچھ اسکا پتہ نہ دیا۔ لیکن کہیں لاحول کو تو نہیں آیت قرآنی بنا ڈالا۔ تو بلا توقف آپ پر لاحول پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر آپ لاحول کو قبول نہ کریں۔ تو پھر لاحول کے ساتھ اعوذ باللہ بھی ملالی چاہیئے۔ کیا کہوں۔ ابلع احمق فرغ ہے۔ ورنہ سجاد حسین تم اس تبرہ بازی کے جواب میں میرے قلم کے فراٹے دیکھ لیتے۔ اتنا ضرور کہونگا کہ جس روز سے تم مرید کیا ہوئے۔ پورے شیطان ہو گئے ہو۔ کیا اس سے پہلے بھی یہی مراعات مادرانہ تھی۔ و نعوذ باللہ من سوء اداب الامھات۔

قولہ گہ کشن کنھائی گہہ لاف مسیحائی
حربائی و مکاری کافرنہ مسلمانی

اقول۔ کشن کنھائی میں ترکیب عطفی تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ دو توں اسموں کا مسمی واحد ہے۔ رہی ترکیب اضافی وہ ہم کو سمجھا دی جائے۔ سیاق مصرع بھی بہت ٹھیک ہے۔ رہی یہ بات کہ سری کرشن کی نسبت کیسا خیال رکھنا چاہیئے۔ ہماری بات تو قابل پذیرائی نہیں ؎

تو اگر لوائے چکاوک بود ٭ بود شمن زند تیر ناوک بود

طالب صادق ادر ارشاد رحمانی اور فتاوی عزیزی کا مطالعہ کرو۔

قولہ ؎ دیگر تو منبدانی جز فارسی و اُردو
بے بہرہ ز عربی کے شارح قرآنی

اقول۔ عربی کی ی کیوں ساکن ہو گئی اگر شفقت و عظمت کا اسکا متقیاس بنا کوشش کیا جائے۔ تو متقیاس کی طرح کلام ثقات سے اسکی بھی سند دیجاوے اور علم و فن سے بے بہرہ اسکو اپنی شان میں یوں پڑھ۔ بے بہرہ از تازی دیکھ وہ دوسرا عیب ثقالت کا بھی اُٹھ گیا۔

قولہ ؎ طوفان گیے خیز دگہ زلزلہ می آید
تو حرف چہ میگیری بر قدرت ربانی

اقول جی ہاں آپ کا فرمانا بہت بجا ہے حضرت اقدس مرزا صاحب تو زلزلے کی خبر دیکر قدرت ربانی پر حرف گیر ٹھہریں اور حضرت پیر و مرشد گھر بیٹھے سینکڑوں کوس کی خبر دیکر اکہ اسوقت گجرات میں خوب برف باری ہو رہی ہے قدرت ربانی پر حرف گیر نہ ٹھہریں۔ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو۔ اب کوئی شاعر بعید یل کو حرف گیری کے معنے سمجھاے۔ اور یہ طوفان کے لوزن کا اعلان بلا عطف و اضافت فارسی میں شعرا کے یہاں کب سے جایز ہو گیا۔

قولہ ؎ کفار ز تو شادان نہ دیو تو فرحان
بے مثلی و لاثانی در جمع شیطانی

اقول ناظرین میں آپ کے تصور میں دو انسانوں کو بھیجکر کچھ رائے طلب کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ سنت نبوی کے موافق داڑھی چھوٹی ہوئی اور لبیں کتری ہوئیں اور دوسرا ایسا ہے۔ کہ لمبی لمبی لبیں چھوٹی ہوئیں اور ڈاڑھی کا صفایا۔ اب مجھکو بتاؤ۔ کہ ان دونوں میں سے کسکو شیطان سمجھنا چاہیئے۔ ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

قولہ ؎ علمت ہمہ ظاہر غفلت ہمہ باہر
نادانی و نادانی نادانی و نادانی

اقول ناظرین۔ صاحبزادے کے مبلغ علم سے تو آپ سرے سے لطف اُٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ اب ذرا آپ کے ملکہ عقل سے بھی حظ اُٹھانا چاہیئے۔ اوایل میں جب حیدر آباد سے تشریف آئی ہے۔ کیا کیا معقول تعریفیں اُستاد داغ کی سنائی ہیں کہ بس میری روح پھڑک گئی۔ کبھی یوں کہا۔ کہ تکلفات شعریہ پر قادر نہ تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ذرا کسی نے حجت کی۔ اور گھبرا گئے کبھی یوں کہا۔ کہ خود اپنے بعض کلام کی تشریح میں عاجز تھے۔ کبھی یوں کہا کہ اپنا کلام اشاعت سے پہلے ہم جلہ تلامذہ کو مشورۃً سنا لیا کرتے تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ہم نے محیط کے لفظ پر پکڑا اور غلط معنی کی اصلاح کرائی۔ کیوں؟ میاں سجاد حسین یہ باتیں کسکے مہنہ کی ہیں۔ یہ قصے کس کی زبان کے ہیں۔ یہ نمونہ کسکی دانائی کا ہے یہ پیمانہ کس کی فرزانگی کا ہے۔ آپ تو کاہیکو مانیں گے۔ خیر میری ہی حماقت کے سر توپ دیجئے۔ ؎

آیے بپائے خویش زند تیشہ بخبر
آں بے ادب کہ خندہ بر استاد میزند
جبھی تو فیض استاد سے محروم ہو۔

قولہ ؎ شد ختم نبوت بر کی مدنی لیجہ
کذابی و بطالی گر ملہم قرآنی

اقول اجی کدھر بھٹک گئے۔ یوں فرمائے
ع این سلسلہ بر این مریم پسری باشد۔

ناظرین۔ یہ اشعار میرے مواجہ میں نقل کرائے گئے ہیں۔ میں حق عز و جل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور کاتب اشعار بھی میری قسم کا شریک ہے۔ کہ جسوقت کاتب کا قلم ملہم کے لفظ پر پہونچا۔ چلتے چلتے ٹھہر گیا پوچھا۔ چھوٹی ہے سے لکھوں۔ یا بڑی ح سے پھر پوچھا۔ پھر یہی جواب ملا۔ آخر اصل اشعار میں ملہم بجائے حطی لکھا گیا ہے۔ لیجئے یہ آپ کی لیاقت علمی کا حال ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی تمام عمر مطبعوں کی کتابت میں گذری ہے۔ پھر بھی صحت لفظی کا یہ حال ہے۔ العظمۃ للہ۔ اب ذرا اس غلطی پر آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ بھی سننے کے قابل ہے۔ ثقہ راوی کا بیان ہے۔ کہ اتفاق سے اس غلطی کا چرچا گوش مبارک تک پہنچ گیا۔ خود مجھے مخاطب ہوکے فرمایا۔ کہ اشعار لکھانے کے وقت میں شطرنج میں مشغول تھا۔ شاید یونہی لکھا گیا ہو گا۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ املے پر گرفت ہی کیا ہے۔ املا اور چیز ہے اور قابلیت اور چیز۔ اچھا جناب راوی صاحب۔ آپ کی شہادت گذر چکی۔ خاموش۔ اب ہماری اور میاں سجاد حسین صاحب کی دو دو باتیں ہونے دیجئے۔ کیوں میاں؟ سجاد حسین صاحب۔ کیا سچ مچ آپ شطرنج کھیلتے تھے۔ ذرا یاد تو کیجئے۔ وہ کون شخص تھا جس سے آپ نے کئی بار شطرنج کی درخواست کی۔ اور ہر بار ناکامی کے ساتھ یہی جواب ملا۔ کہ آج میں دردسر اور حرارت سے معذور ہوں۔ پھر کیا آپ نشست کی چوکی سے کھیلتے تھے۔ یا سامنے کے پلنگ سے یا بائیں جانب کی کرسی سے یا دیوار کھمبوں سے۔ اچھا ہم نے اس جھوٹ سے بھی درگذر کی۔ یونہی سہی۔ آپ شطرنج ہی کھیلتے تھے۔ ہمارے سوال کا جواب دیجئے۔ اس وقت اُس جلسے میں گنتی کے تین شخص تھے۔ ایک صاحب خانہ جو کاتب اشعار تھا۔ دوسرا میں تیسرے آپ۔ میری آپ کی بول چال ترک۔ آپ اور صاحبخانہ شطرنجبازی میں مشغول اب چوتھے کاتب کا نام آپ بتائیے کون شخص تھا۔ آہا۔ یہی بھولا شطرنج میں شاہ و وزیر بھی ہوتے ہیں۔ شاید یہ بیگار انہیں سے لی گئی ہوگی۔ اے بندہ خدا تازہ مرید ہو۔ کچھ روزوں تو اس مردود شطرنج اور ملعون جھوٹ کو سمیٹ کر تالی ہوتی نیا مرید ابتدائی کچھ دنوں تک اپنے کو ضرور بتکلف سنبھالے رہتا ہے۔ آخر میں خواہ گوہ ہی کھانے لگے۔ شاید آپ نے بیعت کے وقت اسطرح سے استغفار پڑھی ہوگی استغفر اللہ ربی من کل ذنب الا من الشطرنج و الکذب و اتوب الیہ۔ لے اب مجھکو بتا کذاب و بطال کون نکلا۔ دیکھا ایک صادق کی تکذیب کا نتیجہ۔ اے ملہم ربانی مسیح ثانی بیشک تو سچا ہے۔ اور تیرا الہام سچا۔ جس نے تیری توہین پر کمر باندھی۔ خیب سے اُس کی توہین ہوئی۔

قولہ ؎ کارت ہمہ بدعت لعنت بسرت لعنت
اندر سنت آتش اے غول بیابانی

اقول۔ کارت فارسی۔ ہمہ فارسی۔ بدعت عربی۔ لعنت عربی۔ بسرت برابیت۔ بوئے خالق باری سے آئیے۔ لعنت ہے۔ ایسی پوچگوئی پر غول بیابانی اسی خود مانع کو کہنا چاہیئے۔ جو بھرتی کے الفاظ استعمال کرے۔

قولہ ؎ سجادا بین فکر ست گوید کہ بہر حیلہ
در شیشہ تراگیرم گر جنی و الجانی

اقول او خبیثہ گر سنبھل شیشہ شکن آپہنچا دیکھ اب تیرے شیشے پر لات پڑتی ہے ہے ہیکشو شیشہ تمی کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن میں نہیں

ناظرین۔ مداری کا تماشا دیکھئے۔ جنی والجانی کے واو کو اگر جنی سے ملائے تو آدھا الجانی رہ گیا۔ اور الجان فارسیوں کا محاورہ نہیں اور اگر الجانی سے ملائے۔ تو آدھا جنی رہ گیا۔ اچھی خاصی جناتی زبان۔ اور اگر ادھر ادھر دونوں سے ملا کر پہلے ساکن پھر متحرک پڑھئے۔ تو آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ کیوں لٹیں شاعر کیا آپ اسکو اسی طرح باندھیں گے۔ استغفر اللہ نہیں نہیں۔ آپکی بندش یوں ہوگی۔ در جنی در جانی۔ لیجئے۔ حضرات یہ ہمارے شاعر غرا کی ہجو ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد ٭
بزندان لعنت گرفتار کرد ٭